دعاؤں کی قبولیت کے لئے اعمال صالحہ ضروری ہیں۔
اپنے گھروں کو جنت نشاں بنائیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲؍ جون ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۵﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿ۙ۷۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۷﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۸﴾

(الفرقان: ۷۱-۷۸)

پھر فرمایا:۔

گزشتہ ایک لمبے عرصہ سے کئی خطبات میں خصوصیت کے ساتھ عائلی زندگی کو بہتر بنانے

سے متعلق نصیحتیں کرتا رہا ہوں اور اگر چہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت سے مخلصین ہیں جنہوں نے ان نصیحتوں کی طرف کان دھرے اور اخلاص اور تقویٰ کے ساتھ ان باتوں کو قبول کر کے اپنی گھریلو زندگی کو جنت نشان بنانے کی کوشش کی اور مختلف خطوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے فضل سے مردوں نے بھی اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کی اور عورتوں نے بھی ایسا ہی کیا لیکن اس کے باوجود آج بھی ایسے ہی تکلیف دہ واقعات نظروں کے سامنے آتے رہتے ہیں جیسے کل آیا کرتے تھے۔ تعداد میں کچھ کمی ہوگئی ہوگی، کچھ لوگوں نے اصلاح کر لی ہوگی اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن احمدیوں میں اب بھی ایسے خاوندوں کی بھی اور ایسی بیویوں کی بھی ایک تعداد موجود ہے جن کی طرز عمل گھروں کو جنت بنانے والی نہیں بلکہ جہنم بنانے والی ہے اور جیسا کہ میں نے اس سے پہلے اس بات پر روشنی ڈالی تھی کہ عائلی زندگی کی خرابیاں ساری قوم پر اثر انداز ہوتی ہیں اور ایک ہی نسل پر نہیں بلکہ آئندہ کئی نسلوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس بات کو معمولی بات نہ سمجھو گھر ایک ایسی چیز ہے جس کی طرف انسان جب لوٹ کر آتا ہے اگر وہ مرد ہے تو وہ بھی اس تصور سے گھر کی طرف لوٹتا ہے کہ وہاں جا کر تسکین ملے گی دنیا کے جھنجٹوں میں پڑنے سے جو تھکاوٹ ہوگئی ہے وہ دور ہوگی اور راحت اور تسکین کے سامان میسر آئیں گے۔ عورت بھی اسی خیال سے گھر کی طرف لوٹتی ہے یا اسی خیال سے اس کو بھی گھر کی طرف لوٹنا چاہئے مگر ایسے گھر جہاں میاں بیوی میں جھگڑے چلتے ہوں، ایسے گھر جو سیاست کا شکار ہوں جہاں صرف میاں بیوی کے آپس کے اختلاف ہی کارفرما نہ ہوں بلکہ ان کے رشتہ داروں کی دخل اندازیوں کی وجہ سے کئی قسم کی سیاستیں کھیلی جاتی ہوں ایسے گھر ہمیشہ جہنم کا نمونہ بنے رہتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں بہت گہرے اور وسیع نقصانات ہوئے ہیں۔ میں دوبارہ ان کا ذکر نہیں کرتا کیونکہ اس سے پہلے تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں، ایک گھر ہی نہیں اُجڑتا بلکہ نسلیں اُجڑ جاتی ہیں، اردگرد کے رہنے والوں پر بڑا اثر پڑتا ہے، معاشرے پر بد اثرات پڑتے ہیں اور کئی قسم کی بدعادتیں قوم میں پھیل جاتی ہیں، ایسے لوگوں کے اندر کوئی کشش نہیں رہتی جن کی عائلی زندگیاں جہنم کا نمونہ ہوں اور لوگ قریب آنے کی بجائے ان سے دور بھاگتے ہیں۔

میں نے یہ نصیحت بھی کی کہ اگر اصلاح آپ کے بس میں نہیں ہے تو قرآن کریم نے ایک دُعا سکھائی ہے جو ایسی مؤثر ہے کہ جہاں جہاں عائلی خرابیوں کے اثرات پہنچتے ہیں وہاں وہاں اس دُعا

کا اثر تریاق کے طور پر سرایت کر جاتا ہے۔ یہ آئندہ نسلوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے اور موجودہ زمانے کو بھی ہر قسم کی خرابیوں کا توڑ اس دعا میں سکھایا گیا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس کے باوجود کئی گھر بدنصیبی سے اس دعا کے فائدے سے محروم رہے۔ میں نے اس خیال سے دوبارہ ان آیات پر غور کیا کہ ایسی مؤثر دعا قبول کیوں نہیں ہو رہی یا کم سے کم بعض گھروں کی صورت میں نہیں ہو رہی تو معرفت کے بعض ایسے نکتے ہاتھ آئے کہ میں نے سوچا کہ جماعت کو بھی ان میں شریک کروں۔

قرآن کریم نے جہاں جہاں دعائیں سکھائی ہیں وہاں ان دُعاؤں کا ایک ماحول بھی بتایا ہے۔ جیسے بیج بونے کے موسم ہوتے ہیں، جیسے فصلیں کاٹنے کے موسم ہوتے ہیں اور انہی موسموں میں بیج بوئے جاتے ہیں جو بونے کے موسم ہیں اور انہی موسموں میں فصلیں کاٹی جاتی ہیں جو کاٹنے کے موسم ہوتے ہیں وہ موسم ایک زمیندار کے لئے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کب کاشت کرنی ہے، کب پھل کاٹنا ہے پھر زمینیں مختلف قسم کی ہیں آب وہوا کا اختلاف ہے۔ یہ ساری باتیں بتاتی ہیں کہ کون سا پودا کس جگہ صحیح معنوں میں کاشت کیا جا سکتا ہے یا نصب کیا جا سکتا ہے اور کس فضا میں وہ پھل دے گا۔ تو قرآن کریم کی دعاؤں پر جب میں نے اس نقطہ نگاہ سے غور کیا اور توجہ اسی دعا کے نتیجہ میں پیدا ہوئی تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہر دعا کا موسم بیان فرمایا گیا ہے اس کا پس منظر بیان فرمایا گیا ہے۔ تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ کونسی دعائیں کس طرح کی جائیں تو مقبول ہوتی ہیں اور کیوں مقبول ہوتی ہیں۔ کیا باتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ نہ پیدا ہوں تو دُعاؤں میں اثر پیدا نہیں ہوتا۔ اصولی طور پر بھی دعا سے متعلق نصیحتیں موجود ہیں کہ اگر دعا کرنی ہے تو مثلاً نیک اعمال کے ذریعہ اس کو طاقت دو۔ کلمہ طیبہ دعا کی صورت میں بھی اُٹھتا ہے لیکن خدا کے دربار تک تب پہنچتا ہے اگر عمل صالح، نیک اعمال اُسے پمپ کر کے اوپر بھیج رہے ہوں اگر نیک اعمال اس میں اُڑنے کی طاقت ہی پیدا نہ کریں تو جانور خالی پروں سے تو نہیں اڑ سکتا اس کے اندر طاقت ہونی چاہئے۔ پس دعا کا مضمون بہت ہی دلچسپ ہے اور قرآن کریم میں جس رنگ میں بیان ہوا ہے اس کی روشنی میں دعاؤں کی مقبولیت یا نا مقبولیت سے متعلق کوئی پہلو ایسا نہیں جو قرآن نے پیش نہ فرمایا ہو۔

اب یہی عائلی زندگی کی بحث ہے۔ میں نے اس سے پہلے کی چند آیات اور اس کے بعد کی آیات چُنی ہیں جن میں یہ آیت دُعا کے طور پر نصب ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ

لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کہ خدا کے وہ بندے جن کا ذکر ہو رہا ہے یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جوڑوں سے خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں اپنے ساتھیوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما وَذُرِّيّٰتِنَا اور آئندہ جو نسلیں جاری ہونی ہیں ان سے بھی آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اور ہمیں متقیوں کا امام بنانا۔

اس دعا کا اثر بہت وسیع ہے اور عائلی زندگی سے تعلق رکھنے والے سارے مضامین اس کے تابع آجاتے ہیں۔ کچھ کے متعلق میں نے پہلے ذکر کیا تھا۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میاں بیوی میں بہت سے اختلافات مثلاً بچوں کے متعلق پیدا ہو جاتے ہیں اور بچوں کی تربیت کے متعلق بھی جو اختلافات ہیں وہ بعض دفعہ بہت سخت سنگین صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ بعض دفعہ بچیوں کی شادیاں نہیں ہو رہی ہوتیں اور اس کی وجہ سے ایک مصیبت بن جاتی ہے، بعض دفعہ شادیاں کی جاتی ہیں تو اس انداز سے نہیں کی جاتیں جو خدا کو منظور ہے اور اس کے نتیجہ میں اپنا گھر بھی اور دوسروں کا گھر بھی جہنم بن جاتا ہے تو اس دُعا نے ہمیں یہ سکھایا کہ اے خدا! ہمیں ایک دوسرے سے بھی آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرما بلکہ اپنی اولاد کی طرف سے بھی آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرما۔ وہ لوگ جو اولاد کے حق میں یہ دُعا کرتے ہیں ان کو اس دعا کے سیاق وسباق پر بھی نظر رکھنی ہوگی کہ خدا کے نزدیک آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی کیا ہے ورنہ ایک انسان اس نیت سے یہ دُعا کرے کہ اے خدا! میری اولاد بڑے بڑے مراتب تک پہنچے، بڑی دولتیں سمیٹے خواہ رشوت کھا کر ہی وہ امیر بنی ہو تو میری آنکھوں کو ٹھنڈک ملے گی۔ اس کی نیت میں اگر فتور ہے، اگر وہ آنکھوں کی ٹھنڈک کی تعریف ہی نہیں سمجھتا تو ہزار یہ دُعا کرے وہ قبول نہیں ہوسکتی۔ اس دُعا کا ایک موسم ہے جو اس کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔ اس موسم کے پیش نظر یہ دُعا مانگی جائے گی اور اس موسم میں جب مانگی جائے گی تو ضرور قبول ہوگی۔ اس میں آنکھوں کی ٹھنڈک کی تعریف بھی بیان فرما دی ہے۔ ان لوگوں کی محبتیں کس چیز میں ہیں۔ ان کی چاہتیں کیا ہوتی ہیں، ان کی آرزوئیں کیا ہیں، ان کو کیا چیز پسند ہے؟ یعنی وہ مومن جس کی پسند یہ ہو، جن کی چاہتیں یہ ہوں، جن کی آرزوئیں یہ ہوں، وہ جب خدا سے دُعا مانگتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما تو پھر ان کو یہ ٹھنڈک عطا کی جاتی ہے اور ضرور کی جاتی ہے۔

اب بہت سے ایسے جھگڑے ہیں جس میں میں سمجھتا ہوں کہ اس دُعا کے مضمون کو نہ سمجھنے

کے نتیجہ میں اعمال بگڑتے ہیں اور پھر ایک انسان جتنا چاہے یہ دُعا مانگے وہ دُعا قبول ہی نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر اعمال کا رُخ مشرق کی طرف ہے اور دُعا کا رُخ مغرب کی طرف ہے تو نتیجہ وہی رہے گا جو اعمال کا رُخ ہے کیونکہ یہ قانون قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ زبردستی کسی قوم کی تقدیر نہیں بدلا کرتا۔ عمل بتاتے ہیں کہ اصل نیت کیا ہے اور عمل کے بغیر دُعا رفعت نہیں پاتی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے عمل مشرق کا ہو تو مغرب کی طرف کی دُعا کیسے آگے بڑھ سکتی ہے۔ وہ بھی گھسیٹتی ہوئی مشرق کی طرف نکلتی چلی جائے گی اور بالکل اُلٹ نتیجہ پیدا کرے گی۔ میرے سامنے ایسے تکلیف دہ واقعات آتے رہتے ہیں۔ میں چند نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور اس کے بعد میں آپ کو سمجھاؤں گا اور آپ خود ہی سمجھیں گے کہ جن لوگوں کے یہ اعمال ہوں ان کی دعائیں ان کے حق میں کیسے پوری ہوسکتی ہیں کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔

بعض خاندان ایسے ہیں جن میں سیاست کے رشتے ہوتے ہیں۔ بہنیں آپس میں مل کر سر جوڑتی ہیں، ساس بھی شاید شامل ہو جاتی ہو بعض اوقات بھائی بھی شامل ہو جاتے ہیں اور ایک قسم کا نجویٰ ہوتا ہے اور بہت سے ایسے گھر ہیں جہاں رشتوں سے پہلے ایسی سیاستیں برتی جاتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ امیر کی لڑکی لے کر آئیں گے اس کے نتیجہ میں بیٹے کا مستقبل بھی بنے گا اس کے لئے کار لی جائے گی اس کے لیے فریج مانگے جائیں گے۔ شروع میں بے شک نرمی دکھاؤ، بے شک شروع میں یہی کہو کہ جی ہمیں تو بیٹی چاہئے اور کچھ نہیں چاہئے اور جب یہ وعدے کر لو اور اگلے کو دھوکہ دے لو تو پھر جب بیٹی قابو آئے گی تو پھر اس کے ذریعے جیسے لیور ہاتھ آجاتا ہے اس کے لئے دباؤ ڈالیں گے اور کہیں گے کہ اب یہ کرو اب وہ کرو۔ بیٹا اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ گیا ہوا ہے مگر جب تک تم مدد نہ کرو گے اس کا گزارا ہی نہیں ہوسکتا نہیں کرو گے تو تمہاری بیٹی کی زندگی جہنم بنے گی۔ یہ باتیں جو میں بیان کر رہا ہوں یہ کوئی فرضی باتیں نہیں ہیں واقعۃً خاندانوں میں ایسی بدبختی کی باتیں ہوئی ہیں اور اس کے نتیجہ میں ہر طرف درد بکھر گیا ہے، عذاب پیدا ہو گیا ہے، ایک معصوم بچی کی زندگی برباد، اس کے رشتہ داروں کی زندگی برباد۔ ایسے ایسے معزز شریف خاندانوں میں ایسی باتیں ہوئی ہیں جن کو میں دیر سے جانتا ہوں۔ ان کے اندر خدا کے فضل سے تقویٰ ہے، نیکی ہے، سادگی ہے اور اس سادگی کی وجہ سے وہ فتنے کی ایسی باتوں میں مبتلا ہو گئے اور دھوکا میں آگئے اور اب اُن کی بچی کی زندگی عذاب بنی

ہوئی ہے سارے گھر والوں کے لئے عذاب بن گئی ہے۔ اب ایسا خاندان اگر یہ دُعائیں کرے گا کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ اے خدا! ہماری بیویوں سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، ہمارے خاوندوں سے ٹھنڈک عطا فرما، ہماری اولادوں سے ٹھنڈک عطا فرما تو عملاً وہ جنت مانگ رہے ہیں لیکن انکے عمل جہنم مانگ رہے ہیں زبان جنت مانگے گی تو خدا زبان کی بات نہیں مانے گا عمل کی بات سُنے گا اور جیسا کہ قرآن کریم نے اس بات پر خوب اچھی طرح روشنی ڈال دی ہے کہ جو نیتوں کا پھل ہے وہ ان کو ملے گا اور اعمال کے نتیجے ظاہر ہوں گے۔ ایسے لوگوں کو قُرَّةَ اَعْيُنٍ کی بجائے آنکھوں کا عذاب نصیب ہوگا اور آج اگر انہوں نے کسی کو دھوکا دے بھی دیا تو کل دنیا ان کو دھوکے دے گی کیونکہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ یہ دھوکے اُلٹا کرتے ہیں آگے بدنسلیں پیدا ہوں گی، کئی قسم کے بہت سے عذاب ہیں جو یہ لوگ مستقبل کے لئے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔

بعض ایسے لوگ ہیں جو اپنے مطلب کے لئے شادیاں کرتے ہیں، ایسے مرد بھی ہیں صرف عورتوں کا قصور نہیں۔ ایسے مرد ہیں جو مثلاً انگلستان، جرمنی یا دوسرے ملکوں میں آتے ہیں اور پناہ ڈھونڈتے ہیں یا کوئی اور بہانے تلاش کرتے ہیں کہ انہیں یہاں Nationality مل جائے مگر ان کی کوئی پیش نہیں جاتی پھر وہ ترکیب سوچتے ہیں کہ شادی کی جائے اور بعض دفعہ ایسی جگہ شادی کرتے ہیں جہاں وہ سمجھتے ہیں کہ اگلے بھی مجبور ہیں بعض بچیوں کی شکلیں خراب ہوتی ہیں۔ بعض کی عمریں زیادہ ہو رہی ہوتی ہیں اور وہ اٹکی ہوئی ہوتی ہیں۔ بچارے ماں باپ بڑی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ بھی ایسی صورت میں شادی کر دیتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ اس وقت اگر وہ غور کریں تو ان کو دکھائی دے سکتا ہے کہ یہ لڑکا مطلب پرست ہے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے شادی کر رہا ہے۔ اس وقت جان کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ ایک چیز ایک معمولی عقل والے انسان کو دکھائی دینی چاہئے لیکن وہ نہیں دیکھتے اور لڑکا بھی بدنیتی اور بدبختی سے کچھ دیر کے بعد جب اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے تو ان کی بیٹی کو طعنے دینے لگتا ہے کہ تو بدصورت ہے، تو ایسی خبیث ہے، تو ایسی ہے کہ تجھ سے اور کس نے شادی کرنی تھی وہ کہتی ہے کہ پھر مجھ سے تو نے کیوں کی، میں ویسی ہی ہوں جیسی تم لے کر آئے تھے پہلے تو نے مجھے دیکھا تھا اگر یہ بدیاں ایسی ہیں جن سے تمہاری زندگی کا گزارہ نہیں ہو سکتا تھا تو کیوں مجھے ماں باپ کے گھر سے اکھیڑا۔ تو کہتا ہے مجھے تو بہت مل سکتی تھیں اگر میں نے Asylum لینا تھا تو

کوئی گوری نہ گھر میں اُٹھا لاتا۔ اس لئے مجھے تمہاری کیا ضرورت تھی؟ تم تو ہو ہی بد بخت اور بدنصیب۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسا شخص اگر ایک گھر کی زندگی برباد کرتا ہے تو وہ کیسے سوچ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے جنت عطا کرے گا۔ ایسے لوگوں کے لئے بسا اوقات اس دنیا میں بھی جہنم کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اول تو یہ کہ انسان خود اپنی شکل وصورت نہیں بنا سکتا۔ یہ بھی درست ہے کہ طبیعت پر بھی جبر نہیں کر سکتا اگر ایک شخص مزاج کا حُسن پرست ہے یا حُسن پرست نہ سہی اس کے مزاج میں کم سے کم بعض ایسی لطافتیں پائی جاتی ہیں بعض قسم کی شکلوں سے چاہیں بھی تو گزارہ نہیں کر سکتا۔ یہ ایسی چیز نہیں ہے جو شادی سے پہلے اس کے علم میں نہ ہو۔ اپنے آپ کو وہ جانتا ہے جس سے شادی کرنا چاہتا ہے اس کو دیکھا بھالا ہے جب وہ فیصلہ کرتا ہے تو اس کے بعد اس کا فرض ہو جاتا ہے کہ جس قسم کی بھی چیز ہے لازماً اس کے ساتھ آخر تک گزارہ کرے اور اگر نہیں کر سکتا تو عزت واحترام کے ساتھ پوری کوشش کے بعد ناکامی دیکھتے ہوئے اسے اس طرح رُخصت کرے کہ اس کی عزت پر، اس کے ماں باپ کی عزت پر حرف نہ آئے لیکن یہ تو چند کوڑیاں کمانے کے لئے گھر سے نکلتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں کہ چاہے خاندانوں کے سکون برباد ہو جائیں انہوں نے کسی قوم میں Asylum ضرور لینا ہے خواہ شادی کے بہانے ملے یا کسی اور بہانے۔ یہ اگر اس وہم میں مبتلاء ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینت ملے گی جزا ملے گی ان کی دُعائیں قبول ہوں گی ان کی آئندہ جب بھی شادی کریں گے بیویوں کی طرف سے یا اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک ملے گی تو یہ سب فرضی قصے ہیں جھوٹ ہے۔ ایسے لوگوں کی دُعائیں مقبول نہیں ہوتیں جو دعاؤں کے آداب سے ناواقف ہیں ان دُعاؤں کے جو تقاضے ہیں ان کے ساتھ جو لوازمات ہیں ان سے بے پرواہی کرتے ہیں۔

اس دعا کے لوازمات ہیں جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں اور وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جس شخص نے ان لوازمات کا جوان دُعاؤں کے گرد لپٹے ہوئے ہیں جوان کا موسم بنا رہے ہیں اس لحاظ سے کیا لازماً اس کی یہ دعا قبول ہوگی؟ یہ ہو نہیں سکتا کہ ان تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کا حق ادا کرتے ہوئے ان لوازمات کو پورا کرتے ہوئے کوئی دعا مانگے اور خدا اس کو رد کر دے۔ جن کی بھی مقبول ہوئی ہیں اسی طرح مقبول ہوئی ہیں اور جوان تقاضوں کو پورا نہیں کرتا وہ فرضی جنت میں ہے کہ میری دُعا قبول ہو رہی ہے یا میں نے دُعا کا حق ادا کر لیا۔

یہ بہت لمبا مضمون ہے اس میں سے میں نے چند آیات جو ساتھ جڑی ہوئی ہیں وہ میں نے چنی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۷۱﴾ وَمَنۡ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوۡبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۲﴾ بہت سے لوگ ہیں جو گناہوں میں ملوث رہتے ہیں، بددیانتیاں کرتے ہیں، خیانتیں کرتے ہیں ان کی سزا کا اس سے پہلے ذکر ہے فرمایا لیکن مایوس نہیں ہونا چاہئے ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو توبہ کرتے ہیں ان کا استثناء ہے۔ اللہ تعالیٰ ان توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اگر وہ اخلاص سے توبہ کریں۔ اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ پھر از سرِ نو ایمان لائیں۔ پہلے اپنی بداعمالیوں سے توبہ کریں پھر حقیقی خدا پر ایمان لائیں جو توبہ کے بعد ظاہر ہوتا ہے اس سے پہلے ایک فرضی خدا ہے جس کی عبادت کی جارہی ہے اس پر ایمان لائیں۔ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اور توبہ کے بعد سچے خدا پر ایمان لانے کے نتیجہ میں نیک اعمال ضرور ظہور پذیر ہوتے ہیں وَعَمِلَ عَمَلًا اس کا طبعی نتیجہ ہے۔ فَاِنَّهٗ يَتُوۡبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا یہی وہ شخص ہے جو توبہ میں اللہ کی طرف یوں جھپٹتا ہے جیسے بچہ ماں کی گود کی طرف جاتا ہے مَتَابًا کہتے ہیں یہی سچی توبہ ہے اسی کا نام توبہ ہے، اس طرح یہ لوگ توبہ کرتے ہوئے اپنے رب کی طرف لپکتے ہیں فرمایا وَالَّذِيۡنَ لَا يَشۡهَدُوۡنَ الزُّوۡرَ ان کی بعض اور صفات ہیں جو توبہ کر لیتے ہیں جھوٹ نہیں بولا کرتے۔

اب ایسا معاشرہ جس میں رات دن جھوٹ بولے جارہے ہیں، فریب کاری سے کام لیا جارہا ہے وہ خود بخود مستثنیٰ ہوتا چلا جارہا ہے۔ یہ اِلَّا جو ہے ایک طرف بدیوں سے استثناء پیدا کر کے نیکیوں کا ذکر کرتا ہے اور یہ نیک لوگوں کے لئے خوشخبری ہے اور دوسری طرف از خود ان کو جو اس استثناء کے اندر ہیں محفوظ نہیں ہوتے، نکال کر باہر پھینکتا چلا جاتا ہے۔ فرمایا وَالَّذِيۡنَ لَا يَشۡهَدُوۡنَ الزُّوۡرَ یہ وہ لوگ ہیں جو پھر جھوٹ نہیں بولتے وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا كِرَامًا وہ جب لغو باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو ان میں ملوث نہیں ہوتے۔ عزت کے ساتھ وہاں سے گزر جاتے ہیں، اپنا دامن بچاتے ہوئے وہاں سے نکل جاتے ہیں وَالَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِّرُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ یہ وہ لوگ ہیں ان پر جب ان کے رب کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو لَمۡ يَخِرُّوۡا عَلَيۡهَا

صُمًّا وَّ عُمْيَانًا وہ اندھوں اور بہروں کی طرح ان سے سلوک نہیں کرتے کہ سنی ان سنی کر دیں۔

اس آیت پر پہنچ کر مجھے سمجھ آئی کہ میں بھی تو آیات پڑھ کر ہی سمجھا تا ہوں، اپنی طرف سے تو کوئی بات نہیں کہتا تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اس کا ذکر فرما دیا تھا کہ تم لاکھ آیتیں پڑھو جو لوگ خود آیتوں سے صاحب بصیرت والا سلوک نہیں کرتے اور ایسے لوگوں والا سلوک نہیں کرتے جو پوری توجہ سے سُنتے ہیں ان کے لئے یہ آیات کچھ بھی فائدہ نہیں دیں گی، بے کار جائیں گی۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا یہ سب کرنے والے لوگ وہ ہیں جن کی یہ دُعا قبول ہوتی ہے کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا کہ اے خدا! ہمارے لئے بطور رحمت نازل فرما مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا ہمارے جوڑوں سے اور ہماری اولاد سے قُرَّةَ اَعْيُنٍ آنکھوں کی ٹھنڈک وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اور ہمیں ایسی اولاد عطا فرما اور اولاد در اولاد عطا فرما کہ ہم متقیوں کے امام بننے والے ہوں۔ تو اگر دل میں تقویٰ کی قیمت ہے تو پھر ہی انسان متقیوں کا امام بننے کی دُعا مانگتا ہے اور جو گھر اپنی اولاد میں تقویٰ پیدا نہیں کر رہا اور اس کی لذت تقویٰ کے سوا اور باتوں میں ہے تو اس کی دُعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ جن کے گھروں کی لذتیں دنیا داریوں میں، دنیاوی فوائد حاصل کرنے میں ہیں ان کی شادیاں اسی طرح دنیا کی خاطر ہوتی ہیں اور ایسی شادیوں کے نتیجہ میں یہ دُعا بالکل ہی بے محل اور تمسخر کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے کوئی بھی اس کا فائدہ نہیں ہوتا۔

پس میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ تقویٰ سے کام لیں، اپنے معاشرے کو درست کریں، یہ جو ایک دوسرے سے شادی کی دھوکے بازیاں ہیں یا حرص و ہوا میں شادی کرنا جو ہے اس کے بہت بڑے نقصانات ہیں اس کے نتیجہ میں آپ خدا کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں اور آپ کو علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم ایسا کرو جیسا کہ نصیحتیں کی گئی ہیں ان لوگوں میں شامل ہو جن کا ذکر ہے کہ وہ توبہ کرتے ہیں اور سچی توبہ کرتے ہیں اللہ کی طرف جُھکتے ہیں اور جس طرح بچہ ماں کی گود میں پناہ مانگتا ہے اس طرح وہ توبہ کرتے ہوئے اس کی طرف لپکتے ہیں پھر ان میں ایک وقار پیدا ہو جاتا ہے پھر وہ جھوٹ سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جب خدا کی آیات اُن پر پڑھی جاتی ہیں تو احترام سے ان کو سنتے ہیں، وقار کے ساتھ ان کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔ جب یہ دُعا کرتے ہیں تو اس دُعا کا لازماً نتیجہ نکلتا ہے اور وہ نتیجہ دہرا ہے۔ اس دنیا کی

جزا ہی نہیں بلکہ آخری دنیا کی جزا بھی ہے فرمایا اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں جنت میں دہری منزلوں والے بلند و بالا مکان عطا کئے جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے ایک دفعہ پہلے بیان کیا تھا کہ ان کی جنت کی ایک منزل دنیا میں بن جاتی ہے یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ جنت میں واقعی دو منزلہ مکان ہوں گے یہ قرآن کریم کا حُسن بیان ہے یہ بتانے کے لئے کہ خدا کی رضا کا ایک گھر تمہیں پہلے اس دنیا میں مل چکا ہوگا، جنت میں اس سے بالا مکان ملے گا اس کے اوپر اللہ کی رضا کی ایک اور منزل تیار ہوگی۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کو دہرے فائدے ہیں اس دنیا کی جنت بھی پا جائیں گے اور اُس دنیا کی جنت بھی نصیب ہوگی جو اس دنیا کی جنت سے بالاتر ہوگی بلند تر ہوگی۔ اِس دنیا کی جنت سے انہوں نے نکالے جانا ہے، ہر انسان نے آخر نکالے جانا ہے۔

پس فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا اس لئے کہ انہوں نے صبر کیا ہے۔ یہ جو صبر والی دوسری بات ہے یہ بھی عائلی زندگی کو بہتر بنانے والوں کو یاد رکھنی چاہئے۔ دُعائیں کریں اور دیانتداری کے ساتھ کوشش کریں کہ حالات بہتر ہوں۔ ایک دوسرے کی کمزوریوں سے درگزر کریں اور معاف کرنے کی عادت ڈالیں اس کے باوجود پھر بھی صبر کی ضرورت ہوگی کیونکہ بعض عادتیں انسانوں میں اس حد تک داخل ہو چکی ہوتی ہیں کہ وہ زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں، بعض مردوں کو بعض عورتوں کی بعض عادتیں پسند نہیں بعض عورتوں کو بھی بعض مردوں کی بعض عادتیں پسند نہیں ہوتیں اور وہ لوگ جو صبر کرنے والے نہ ہوں وہ ہمیشہ ان عادتوں کو اچھالتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو بار بار تنگ کرتے رہتے ہیں اور طعنے دیتے رہتے ہیں اور وہ چند معمولی عادتیں ہیں جو ان کی زندگی کو جہنم کا نمونہ بنا دیتی ہیں۔ ایسی حرکتیں کرنے والے لوگ اور ایسے کمینے خیالات والے لوگ جو ایک دوسرے کی معمولی سی کمزوری سے بھی درگزر نہیں کر سکتے۔ وہ دعا بھی کریں گے تو ان کو فائدہ نہیں دے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان میں صبر کا مادہ نہیں ہوتا جنت ان کو ملے گی جو ساتھ صبر کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔ سب کچھ کرنے کے بعد، کوششوں کے بعد، دعاؤں کے بعد پھر بھی دیکھیں گے مثلاً عورتیں دیکھیں گی کہ بے چارے مردوں کی بعض کمزوریاں ہیں جو دور نہیں ہو رہیں تو وہ صبر کے ساتھ ان سے گزارہ کریں گی۔ مرد دیکھیں گے کہ بعض بیویوں کی کمزوریاں ہیں جو دور نہیں ہو رہیں بعض ان کے اختیار میں ہی نہیں ہوتیں۔ مثلاً شکل و صورت سے لازماً وہ شخص جو دُعا

کرتا ہے کہ اے اللہ! کہ میری بیوی کی طرف سے مجھے آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرما وہ اگر صبر نہیں کر سکتا تو یہ دُعا اس کو کیا فائدہ دے گی۔ جب بدصورت بیوی پر نظر پڑے گی تو اس کا دل بھڑکے گا اور جذبات اس کے دل میں اشتعال پیدا کریں گے اور وہ کہے گا کہ یہ میں کس مصیبت میں مبتلا ہو گیا۔ اب شکل تو بیوی نہیں بدل سکتی عادتیں تو کسی حد تک بدل سکتی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقت پسند بنو۔ زندگی میں تمہیں مکمل جنت نصیب ہو ہی نہیں سکتی لیکن اگر صبر کرو گے تو اس کے نتیجہ میں تمہارے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہوں گی اور صبر کرنے والا مشکل حالات میں بھی زیادہ سکون سے زندگی بسر کر سکتا ہے۔ بعض لوگ غریب ہیں روکھی سوکھی کھاتے ہیں اور ان کے اندر بے صبری پائی جاتی ہے۔ ان کے حالات جب بدلتے ہیں ناخوش ہی رہتے ہیں اچھا کھانا مل گیا تو اچھے مکان کے لئے بے چین ہو گئے۔ اچھا مکان مل گیا تو اس سے بڑے محل کے لئے بے قرار ہو گئے۔ ہر وقت دل میں ایک کھجلی سی رہتی ہے کہ کچھ کمی ہے جس کو ہم پورا نہیں کر سکتے اور یہ بے قراری ہمیشہ ان کو بے سکون رکھتی ہے لیکن بعض ہیں جو روکھی سوکھی بھی کھا رہے ہیں تو آپس میں اکٹھے بیٹھ کر خدا کا شُکر کرتے ہوئے کھاتے ہیں اور اس کی لذت اُٹھا رہے ہوتے ہیں کیونکہ ان کے اندر صبر کا مادہ پایا جاتا ہے اور صبر کے نتیجہ میں واقعۃً وہ سوکھی روٹی بھی زیادہ مزا دیتی ہے بہ نسبت اس امیر کی مرغن روٹیوں کے جو بے صبرا ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے اس دُعا کی کاشت کے جو موسم بیان فرمائے ہیں اور اس کے پھل لانے کے لئے جو شرائط بیان فرمائی ہیں اُن کا حق ادا کریں پھر دیکھیں کہ خدا کے فضل سے کیسا پاک نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ فرمایا أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا ان کو جو بالا جنتیں نصیب ہوں گی، دومنزلہ مکان نصیب ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دُنیا میں انہوں نے صبر سے کام لیا ہے۔ جو کچھ ملا اُسی کو جنت بنا لیا اور خدا کی رضا پر راضی رہے اس کے بدلے خدا تعالیٰ ان کو دوسری دنیا میں جو جنت دے گا وہ دائمی ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا وہ ہمیشہ ہمیش اس جنت میں رہیں گے۔ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ان کا مستقر بھی اچھا اور مقام بھی اچھا یہاں حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا میں میرے نزدیک مُسْتَقَرًّ سے مراد دنیا کی زندگی کا تجربہ ہے اور مُقَامًا سے وہ آخری دائمی قیام گاہ ہے جو جنت میں نصیب ہو گی جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو دنیا میں

خدا کی رضا کی خاطر اپنے گھروں سے عارضی طور پر جنت تعمیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے صبر کی وجہ سے ان کی دُعاؤں کی وجہ سے ان کی پاک تبدیلیوں کی وجہ سے ان کو دنیا میں بھی واقعۃً ایک جنت عطا کر دیتا ہے لیکن وہ جنت تو مُسۡتَقَرًّا ہے، ایک عارضی ٹھکانہ ہے جیسے موسمی پرندوں کا گھر ہو لیکن ہم ان کو بتاتے ہیں کہ ہم نے ان کے لئے ایک دائمی جنت بھی بنا رکھی ہے جو ان کا آخری مقام ہے اور وہ اس جنت سے بہت بلند تر ہے جو اس دنیا میں انہوں نے پائی ہوگی اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

پھر فرمایا قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ ۔ان کو خوب اچھی طرح سمجھا دو کہ اگر تم دُعا نہیں کرو گے جس طرح کہ دُعا کا حق ہے تو پھر خدا کو تمہاری کچھ بھی پرواہ نہیں ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو دُعا کا حق اس طرح ادا نہیں کرتے جیسا بیان فرمایا گیا ہے وہ لاکھ کوشش کر لیں خدا کی مدد کے بغیر ان کی دنیا کی زندگی سنور نہیں سکتی اور جس کو دنیا کی جنت نصیب نہیں ہوگی اس کو آخرت کی جنت بھی نصیب نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ جماعت کو توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہ میرے لئے بہت ہی تکلیف دہ بات ہے کہ مسلسل نصیحتوں کے باوجود آئے دن ایسے خاندانوں کے متعلق جن کو میں دونوں طرف سے جانتا ہوں ایسی خبریں سُنتا رہتا ہوں کہ اپنی بے وقوفیوں اور حماقتوں کی وجہ سے یا چھوٹی نظر کی وجہ سے آپ بھی تکلیف میں مبتلا ہوئے اور دوسروں کے لئے بھی عذاب بنا دیا اور آئندہ نسلوں کے لئے بھی انہوں نے جنت کی تعمیر نہیں کی بلکہ اپنے ہاتھوں سے وہ ایسی بنیادیں کھڑی کر گئے ہیں کہ جن کے نتیجہ میں آئندہ گھروں میں بھی ان کے لئے جہنم ہی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم آج آنکھیں کھول کر ان آیات کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھیں جو ہم پر پڑھی جاتی ہیں اور اندھوں اور بہروں کی طرح ان سے سلوک نہ کریں اور اگر ہم ایسا کریں گے تو پھر خدا کا وعدہ ہے کہ دنیا میں بھی جنت نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی جنت نصیب ہوگی اور آخرت کی جنت بلند تر اور دائمی اور ہمیشہ رہنے والی ہوگی اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔